تحریک استشراق اور علامہ شبلی نعمانیؒ کی کتاب ''سیرۃ النبی ﷺ'' کی امتیازی خصوصیات کا تحقیقی مطالعہ

از: حافظ محمد یاسین بٹ

ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں لکھی گئی کُتب سیرت میں منفرد اور معروف کتاب علامہ شبلی (م۱۹۱۴ء) کی سیرۃ النبی جلد اوّل اور جلد دوم ہے۔ اسی عہد میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے تین جلدوں میں رحمۃ للعالمین لکھی تھی۔ دونوں مذکورہ کتابیں ہم عصر ہیں اور ممتاز مقام کی حامل ہیں۔ ان دونوں کتابوں کے منہج اور اسلوب کا مطالعہ مقصود ہے۔

اُس دور میں اُردو زبان میں سیرت طیبہ پر لکھی گئی کتابوں میں نمایاں علمی و تحقیقی مقام پانے والی اور اہل علم و فضل میں شہرت و مقبولیت حاصل کرنے والی چند کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔	تواریخ حبیب الہ	مفتی عنایت احمد کاکوروی
۲۔	الخطبات الاحمدی	سر سید احمد خان
۳۔	رحمۃ للعالمین	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (م۱۹۳۰ء)
۴۔	نشر الطیب	مولانا اشرف علی تھانوی
۵۔	سیرۃ النبیؐ	علامہ شبلی نعمانی م۱۹۱۴
۶۔	اصح السیر	حکیم عبدالرؤف دانا پوری
۷۔	سیرۃ المصطفیٰ	مولانا محمد ادریس کاندھلوی

یہ دور سیرت نگاری کا عہد زرّین کہلاتا ہے اس عہد میں مسلم سیرت نگاروں کے علاوہ غیر مسلم سیرت نگاروں نے بھی سیرت طیبہ پر ادبی تحریروں کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلہائے عقیدت و محبت پیش کیئے اور بانی اسلام کے ساتھ والہانہ عقیدت و احترام کا اظہار کیا۔ اِن غیر مسلم سیرت نگاروں کی تحریروں کے مطالعہ سے ان کے مسلمان ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ چند ایک غیر مسلم سیرت نگاروں کی کتابوں اور ان کے مصنفین کے نام حسب ذیل ہیں۔ا) عرب کا چاند سوامی لکشمن برشاد (۱۹۱۳ء ۱۹۳۹) ۲) حضرت محمد ﷺ بانی اسلام از شردھے پرکاش دیو جی پرچاک براہمو دھرم ۱۹۰۷ء ۳) رسول عربی پروفیسر جی ایس دارا (۱۹۲۴ء) ۴) پیغمبر اسلام از لالہ رکھونا تھا سہائے بی اے ۱۹۲۹ء ۵) حضرت محمد اور اسلام از پنڈت سندر لال (۱۹۴۲ء) ۶) اسلام کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پروفیسر راؤ ۱۹۸۳ء۔

برصغیر پاک وہند کی سرزمین اگرچہ مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ سے بہت فاصلے پر ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے والہانہ عقیدت ومحبت کے اظہار کو مسلم سیرت نگاروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے کتابی شکل میں محفوظ کر دیا۔ جن کتابوں کو شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی ان میں علامہ شبلی نعمانیؒ کی ''سیرۃ النبی ﷺ'' بھی ہے اس کتاب کی خاص خصوصیات اور منفرد اسلوب بیان ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ یہ کتاب قدیم وجدید کا امتزاج رکھتی ہے۔ روایت کے پہلو بہ پہلو درایت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانیؒ اس کتاب کے مقدمہ میں سیرت نگاری کے اصول بھی لکھے ہے اور دو مقدمات لکھے ہیں پہلا مقدمہ 54 صفحات پر مشتمل ہے اور مفصل ہے۔ دوسرا مقدمہ مختصر ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے یورپین تصنیفات کے عنوان کے ذیل میں (۳۷) ان تصنیفات کی ایک فہرست مع سنین اشاعت اور مقام اشاعت کے ساتھ بھی لکھی ہے اور لکھا ہے کہ یہ تصنیفات ہمارے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں اور ہم ان سے متمتع بھی ہو چکے ہیں۔ علامہ شبلی نعمانیؒ مستشرقین کے ان کے علمی کارناموں سے بہت متاثر اور مرغوب ہیں جو مستشرقین نے کتب حدیث کی اشاعت میں سرانجام دیئے ہیں۔ علامہ شبلی نے تحریک استشراق کا پس منظر تحریک استشراق کے اغراض ومقاصد اور ان الزامات کی نشان دہی بھی کی

ہے جو مستشرقین اسلام اور بانیء اسلام پر لگاتے تھے اور پھر مدلل اندازی میں جوابات بھی تحریر کیئے ہیں آئندہ اوراق میں کتاب ''سیرۃ النبی ﷺ'' کے منہج اور خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسلم اسکالرز کے افکار و آراء کو بھی اس ضمن میں حوالوں اور اقتباسات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ سیرۃ النبی کی ایک اہم عصر کتاب رحمۃ للعالمین کے ساتھ تقابل کر کے مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک پہلوؤں کی نشان وہی بھی کی گئی ہے اور آخر میں نتیجہ بحث لکھا گیا ہے۔ ذیل میں مقالہ کے عنوانات کی فہرست دی گئی ہے۔ اور پھر آئندہ اوراق میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر لکھا گیا ہے۔ یہ مقالہ حسب ذیل ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے:

- استشراق اور مستشرق۔
- تحریک استشراق۔
- تاریخی پس منظر
- مستشرقین کے الزامات واتہامات اور ان کے مدلل جوابات کتاب سیرۃ النبی کے حوالے سے
- فہرست یورپین تصنیفات
- منفرد اور خاص اسلوب کتاب سیرۃ النبی
- نتیجہ بحث
- حوالہ جات

استشراق اور مستشرق کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

عربی زبان میں لفظ استشراق ثلاثی مزید فیہ کے باب استفعال سے ہے۔ جس کا مادہ (Root) ش، ر، ق ہے۔ اور یہ مادہ کسی چیز کی روشنی اور اس کے کھلنے پر دلالت کرتا ہے۔ شرقت الشمس شروقاً اذا طلعت۔ [1]

عربی، فارسی، اُردو کی قدیم لغات میں استشراق کا مادہ ش، ر، ق تو موجود ہے لیکن زیر بحث الفاظ باب استفعال میں اس کے معنی و مفہوم یا بطور فعل ان لغات میں بحث نہیں ملتی ہے۔ [2]

قدیم عربی لغات میں مادہ ش، ر، کا باب استفعال سرے سے نہیں ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی میں ''مستشرق'' ہی نہیں بلکہ خود اس کا اسم یا مصدر استشراق بھی نیا ہے اور بعد میں پیدا ہوا ہے۔ البتہ مصدر اور استشراق کے الفاظ بطور اسم فاعل اور اسم مصدر کے ملتے ہیں جو مخصوص و محدود معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مستشرق اور استشراق کی اصطلاحیں لفظی لحاظ سے زیادہ قدیم نہیں ہیں۔ انگریزی ادب زبان میں ان کا استعمال اپنے مخصوص اصطلاحی معنوں اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں شروع ہوا ہے۔ بقول اربری (ARBERY) "ORIENTALIST" لفظ پہلی بار ۱۶۳۰ء میں مشرقی یا یونانی کلیسا کے ایک پادری کے لیے استعمال ہوا''۔ [3]

روڈنسن (Rodenson) کہتا ہے۔

"ORIENTALIST" یعنی استشراق کا لفظ انگریزی زبان میں ۱۷۷۹ء میں داخل ہوا اور فرانس کی کلاسیکی لغت میں استشراق کے لفظ کا اندراج ۱۸۳۸ء میں ہوا۔ [4]

جیسا کہ وضاحت کی گئی ہے کہ اس کی خصوصیت اتخاذ اور صیرورت ہے۔ جس میں پکڑنا، یا حاصل کرنا مفہوم پایا جاتا ہے۔ ''استوطن القریۃ'' (بستی کو اپنا وطن بنالیا) مثال کے طور پر ''استحجر الطین'' (مٹی پتھر بن گئی)۔ [5]

انگلش آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق استشراق (ORIENTALISM) مستشرق

(ORIENTALIST) الفاظ ORIENT سے مشتق ہیں۔ جس کے معنی ہیں شرق یا مشرق جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اس سے ORIENTAL ہے۔ یعنی مشرقی جو اپنے تمام معانی میں Occidental کا ضد ہے۔[6]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں درج ذیل الفاظ ہیں۔

لفظ ''اوری اینٹ'' بمعنی ''مشرق'' اور ''اوری اینٹل ازم'' کے معنی شرق شناسی یا علوم وفنون اور ادب میں مہارت حاصل کرنے کے ہیں۔[7]

مستشرق (استشراق کے فعل سے اسم فاعل) سے مراد ایک ایسا شخص جو بہ تکلف مشرقی بنتا ہو۔[8]

اس طرح مستشرق سے مراد وہ ''شخص ہے جو مشرقی زبانوں، علوم وفنون، آداب وثقافت اور تہذیب وتمدّن وغیرہ پر عبور رکھتا ہو''۔ یا مستشرق وہ ہے جو مشرقی علوم وآداب میں مہارت حاصل کرے۔[9]

اردو لغت میں مستشرق کا مفہوم درج ذیل ہے۔

وہ فرنگی جو مشرقی زبانوں اور علوم کا ماہر ہو۔[10]

یا وہ فرنگی یا امریکی جو مشرقی زبان یا علوم کا ماہر ہو۔[11]

المنجد میں مستشرق کا مفہوم درج ذیل ملا ہے۔

''العالم باللغات والآداب والعلوم الشرقية والإسم الاستشراق''[12]

مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے عالم کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام استشراق ہے۔

انگلش ڈکشنری میں مستشرق کا مفہوم یہ لکھا ہوا ہے۔

"An expert in eastern languages and history"[13]

مستشرق وہ ہے جو مشرقی زبانوں اور تاریخ کا ماہر ہو۔

اور (ORIENTALIST) درج ذیل لکھا گیا ہے۔

من المتضلعين باللغات الشرقية وأدبها۔ [۱۴]

مشرقی زبانوں اور آداب معاشرت میں مہارت رکھنا۔

مولوی عبدالحق ORIENTALIST کا معنی یہ لکھتے ہیں۔

''جو مشرقیات علوم کا ماہر ہو'' [۱۵]

Mariam Wehster نے Third International Dictionary میں Orientalism کے درج ذیل معنی لکھے ہیں۔

"A Trait custom OR Halit OR expression, Charaeteristics of oriental people"

ایسی امتیازی خصوصیات، رواج، عادات کا اظہار جو مشرقی اقوام کے ساتھ مخصوص ہو

Learning in Oriental studies (یعنی علوم شرقیہ کا مطالعہ)

An oriental turn of thought Adopted by a eastern thinker [۱۶]

یعنی مشرقی اندازِ فکر جو کہ مغربی مفکر نے اپنایا ہو۔

ڈاکٹر احمد غراب نے محققین کے حوالے سے چند ایک تعریفات لکھی ہیں۔

۱۔ استشراق مغربی اسلوب فکر کا نام ہے جس کی بنیاد مشرق و مغرب کی نسلی تقسیم کے نظریہ پر قائم ہے۔ جس کی رو سے اہل مغرب کو اہل مشرق پر نسلی اور ثقافتی برتری حاصل ہے۔ [۱۷]

۲۔ استعماری مغربی ممالک کے علماء اپنی نسلی برتری کے نظریے کی بنیاد پر، مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی تاریخ، تہذیبوں، ادیان، زبانوں، سیاسی اور اجتماعی نظاموں، ذخائر دولت اور امکانات کا جو تحقیقی مطالعہ غیر جانبدارانہ محققین کے بھیس میں کرتے ہیں۔ [۱۸]

۳۔ استشراق اس مغربی اسلوب کا نام ہے جس کا مقصد مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی فکری اور سیاسی تشکیل نو کرنا ہے۔[۱۹]

ڈاکٹر احمد غراب محولہ بالا تعریفات کو غیر جامع قرار دیتے ہیں اور جو تعریف ان کے ہاں راجع ہے وہ درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر احمد غراب لکھتے ہیں:

" أن الاستشراق دراسات أكاديمية يقوم بها غربيون من أهل الكتاب لا اسلام والمسلمين من شتى الجوانب: عقيده وثقافة وشريعة وتاريخا ونظما، وثروات واكانيات بهدف تشويه الاسلام ومحاولة تشكيك المسلمين فيه وتضليلهم عنه، وفرض التبعية للغرب عليهم ومحاولة تبرير هذه التبعية بدراسات ونظريات تدعى العلمية والموضوعية وتدعم التفوق العنصرى والثقافي للغرب المسيحى على الشرق الاسلامى" [۲۰] -

ترجمہ:

مغربی اہل کتاب، مسیحی مغرب کی اسلامی مشرق پر نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم کی بنیاد پر مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں گمراہی اور شک میں مبتلا کرنے اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنے کی غرض سے، مسلمانوں کے عقیدہ، ثقافت، شریعت، تاریخ نظام اور وسائل وامکانات کا جو مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے دعوے کے ساتھ کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے۔

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری مذکورہ تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''یہ تعریف گو مستشرقین کے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں عزائم کا پردہ چاک کرتی

ہے۔لیکن اس تعریف میں ایک تو مشرق کے لفظ کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جس کا وہ مستحق ہے کیونکہ اسی کی بنیاد پر مستشرقین کو مستشرقین کہا جاتا ہے"۔

اس تعریف میں دوسری خامی یہ ہے کہ اس کی رو سے تمام مستشرقین ایک ہی زمرے میں شمار ہو جاتے ہیں حالانکہ مستشرقین کو بڑی آسانی سے کئی گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔اس تعریف میں تیسری خامی یہ ہے کہ جو مستشرقین اسلام کے علاوہ دیگر مشرقی علوم اور تہذیبوں کے میدان میں مصروف عمل ہیں وہ مستشرقین کے دائرے سے خارج ہو جاتے ہیں حالانکہ معروف معنوں میں وہ مستشرق ہیں"[۲۱]

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری مستشرقین کی تعریف میں درج ذیل الفاظ لکھتے ہیں۔

''اہل مغرب بالعموم اور یہود ونصاریٰ بالخصوص جو مشرقی اقوام خصوصاً ملت اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب وتمدن، تاریخ ادب، انسانی قدروں، ملی خصوصیات، وسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اس غرض سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور اپنی تہذیب مسلط کر سکیں اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے ان کے وسائل حیات کا استحصال کر سکیں۔ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے۔اور جس تحریک سے وہ لوگ منسلک ہیں وہ تحریک استشراق کہلاتی ہے"[۲۲]۔

ڈاکٹر محمد دیاب نے استشراق کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

''غیر مشرقی لوگوں کا مشرقی زبانوں، فلسفے، ادب اور مذہب کے مطالعے میں مشغول ہونے کا نام استشراق ہے"[۲۳]۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ مستشرقین کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

''مستشرقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا تعلق مغرب سے ہے۔اور جنہوں نے اسلامیات کے مطالعے کے لیے زندگیاں وقف کر دیں یہ لوگ مشرقی علوم میں دلچسپی رکھنے کی بنا پر مشرق ومغرب کے علمی حلقوں میں شہرت کے مالک ہیں۔اس گروہ نے مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنے، اسلام کے ماضی کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کرنے، اسلام کے حال

کی طرف سے بیزاری اور اس کے مستقبل سے مایوسی، اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور اصلاح مذہب (تجدد و جدیدیت) اصلاح قانون اسلامی کے بارے میں اس گروہ نے بڑی سرگرمی سے کام لیا ہے۔[۲۴]

تحریک استشراق

تاریخی پس منظر:

اٹھارویں صدی کی ایک خصوصیت تحریک استشراق کے حوالے سے یہ ہے کہ مستشرق اور استشراق کی اصطلاحوں کا رواج اسی زمانہ میں شروع ہوا۔ چنانچہ انگلستان میں ۱۷۷۹ء کے لگ بھگ اور فرانس میں ۱۷۹۹ء کے قریب مستشرق کی اصطلاح رائج ہوئی اور پھر جلد ہی استشراق نے بھی رواج پا لیا اور اس کے ساتھ ایک مخصوص تصوّر اور مخصوص سلوک اور رویہ نے بھی جنم لیا۔

علوم اسلامیہ کی خدمت کے حوالے سے یوں تو مستشرقین نے اسلامی علوم سے متعلق مخطوطات کی نصوص کی تحقیق کے ساتھ ساتھ اسلامی مضامین کے سبھی پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا ہے جن میں تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ اسلام، تصوف، عربی زبان ادب اور فلسفہ وغیرہ شامل ہیں۔ تاہم انہوں نے خاص طور پر قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو موضوع بحث بنایا ہے۔

مولانا ابوالحسن علی الندویؒ کے لکھتے ہیں:[۲۵]

''اسلامی تاریخ وثقافت کے مختلف النوع موضوعات پر لکھتے ہوئے مستشرقین کی ایک بڑی تعداد اپنے سیاسی اور دینی مقاصد کے پیش نظر، کمزور پہلوؤں کی تلاش میں رہتی ہے اور کسی شہر کی بلدیہ کی سینیٹری انسپکٹر کے مانند جو شہر کے خوبصورت مناظر اور حسن سے بے نیاز محض گندگی کے ڈھیروں کو ہی دیکھتا ہے یہ مستشرقین بھی ایسے نکتے تلاش کرلاتے ہیں جس سے (اسلام کے بارے میں) عفونت اور گندگی کو اچھالا جا سکے۔ اور یہ اپنے قاری کے لیے مائیکروسکوپ کے ذریعے چھوٹے چھوٹے نقطوں کو سمندر اور ذرّوں کو پہاڑ بنا کر پیش کرتے ہیں''۔[۲۶]

مستشرقین کی اسلام دشمنی کے باوجود ان کی خدمات کا کھلے دل سے اعتراف نہ کرنا حق اور دیانت کے خلاف ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ متشرقین کی غیر معمولی کوششیں اور کاوشیں مسلسل جدو جہد اور بے پناہ لگن اور اسلامی علم دوستی میں مطالعے اور تحقیق میں بسر کر دیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک مرتبہ کہا تھا:

''تاریخ وادب کی وہ بے بہا کتابیں جن کے الگ کر دینے کے بعد عربی اور مسلمانوں کا کشکول خالی ہو جاتا ہے صرف یورپ کی سرپرستی کی وجہ سے آج دنیا میں نظر آ رہی ہیں'' [۲۷]۔

علامہ شبلی یورپ کے مصنفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'' یورپ کے مؤرخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اخلاقی تصویر کھینچتے ہیں وہ (نعوذ باللہ) ہر قسم کے معائب کا مرقع ہوتی ہے۔ آج کل مسلمانوں کو جدید ضرورتوں نے عربی علوم سے بالکل محروم کر دیا ہے۔ اس لیے اس گروہ کو اگر کبھی پیغمبر اسلام کے حالات اور سوانح کے دریافت کرنے کا شوق ہوتا ہے تو انہی یورپ کی تصنیفات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح یہ زہر آلود معلومات آہستہ آہستہ اثر کرتی جاتی ہیں۔ اور لوگوں کو خبر تک نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ ملک میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو پیغمبر کو محض ایک مصلح سمجھتا ہے۔ جس نے مجمع انسانی میں کوئی اصلاح کر دی تو اس کا فرض ادا ہو گیا۔ اس بات سے بھی اس کے منصبِ نبوت میں فرق نہیں آتا کہ اس کے دامنِ اخلاق پر معصیت کے دھبےّ بھی ہیں'' [۲۸] -

علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی ﷺ جلد اوّل صفحہ ۶۴ تا ۷۳ ایک مضمون ''یورپین تصنیفات'' کے عنوان سے سپردِ قلم کیا ہے۔

'' مصنف لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر جو یورپین تصنیفات ہیں ان پر پوری بحث تو کسی اور حصہ میں آئے گی جس میں نہایت تفصیل سے بتایا جائے گا کہ یورپ میں اسلام کے متعلق سب سے پہلے یورپین مصنف ہلدی برٹ سے لے کر جو ۱۱۳۹ء میں موجود تھا آج تک کیا سرمایا مہیا ہوا ہے۔ ان کا کیا عام انداز ہے۔ ان کی مشترک اور عامۃ الورود

غلطیاں کیا ہیں''[۲۹]۔

علامہ شبلی نعمانی مزید لکھتے ہیں:

''کہ ہم معلوم کریں کہ یورپین مصنفین کے وسائل معلومات کس درجہ کے ہیں؟ اغلاط کے مشترک اسباب کیا ہیں۔ تعصب اور سوء ظن کا کہاں تک اثر ہے'' [۳۰]۔

یہاں ہم ان تصنیفات پر صرف ایک اجمالی گفتگو کرتے ہیں۔ کیونکہ اس حصہ میں بھی ہم کو جا بجا ان تصنیفات سے کام لینا یا ان سے تعرض کرنا پڑتا ہے۔[۳۱]

علامہ شبلی وضاحت کرتے ہیں کہ یورپ ایک مدت تک اسلام کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ جب اس نے جاننا چاہا تو مدت دراز تک عجب حیرت انگیز مفتہ یانہ خیالات اور توہمات میں مبتلا رہا۔

علامہ شبلی ایک یورپین مصنف کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'' عیسائیت اسلام کی چند ابتدائی صدیوں تک اسلام پر نہ تو نکتہ چینی کر سکی اور نہ سمجھ سکی وہ صرف تھراتی اور حکم بجالاتی تھی۔ لیکن جب قلب فرانس میں عرب پہلے پہل روکے گئے تو ان قوموں نے جو ان کے سامنے سے بھاگ رہی تھیں منہ پھیر کر دیکھا جس طرح کہ مویشیوں کا گلہ جب کہ اس کا بھگا دینے والا کتا دور نکل جاتا ہے''۔[۳۲]

علامہ شبلی یورپ کے مصنفین کو تین قسموں میں منقسم کرتے ہیں۔

۱۔ جو عربی زبان اور اصل ماخذوں سے واقف نہیں۔ ان لوگوں کا سرمایہ معلومات اوروں کی تصنیفات اور تراجم ہیں۔ مثلاً (گبن)[۳۳]

۲۔ عربی زبان اور علم وادب و تاریخ و فلسفہ، اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ لیکن مذہبی لٹریچر اور سیرت کے فن سے نا آشنا ہیں۔ ان لوگوں نے سیرت یا مذہب پر کوئی تصنیف نہیں لکھی۔ لیکن ضمنی موقعوں پر عربی دانی کے زعم میں اسلام یا شارع اسلام کے متعلق نہایت دلیری سے جو کچھ چاہتے ہیں لکھ جاتے ہیں۔ مثلاً جرمن کا مشہور فاضل ساخو۔ جس نے طبقات ابن سعد شائع کی ہے۔[۳۴]

۳۔ وہ مستشرقین جنہوں نے خاص اسلامی اور مذہبی لٹریچر کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ مثلاً: پامر صاحب یا مارگولیتھ صاحب۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں

''ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی کے مشہور عربی دان ہیں۔ حافظ ابن حجر کی کتاب الاصابہ فی احوال الصحابہ اوّل اوّل ان ہی نے تصحیح کر کے کلکتہ میں چھپوائی۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی سوانح عمری پر ایک مستقل ضخیم کتاب ۳ جلدوں میں لکھی تو ہم حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔'' [۳۵]

یورپین تصنیفات

علامہ شبلی نے ''یورپین تصنیفات کے اصول مشترکہ'' کے ذیلی عنوان کے تحت درج ذیل عبارت تحریر کی ہے۔

یورپین مصنفین رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق جو نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔ یا ان کی تصنیفات سے جو نکتہ چینیاں خود بخود ناظرین کے دل میں پیدا ہوتی ہیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مکہ معظّمہ تک پیغمبرانہ زندگی ہے۔ لیکن مدینہ جا کر جب زور وقوت حاصل ہوتی ہے تو دفعتہً پیغمبری بادشاہی میں بدل جاتی ہے۔ اور اس کے جو لوازم ہیں کے جو لوازم ہیں یعنی لشکر کشی، قتل، انتقام، خونریزی خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ کثرت ازدواج اور میل الی النساء۔ [۳۶]

۳۔ مذہب کی اشاعت جبر اور زور سے۔

۴۔ لونڈی غلام بنانے کی اجازت اور اس پر عمل

۵۔ دنیاداروں کی سی حکمت عملی اور بہانہ جوئی۔

اس بنا پر ہماری کتاب کے ناظرین کو تمام واقعات میں اس نکتہ پر نظر رکھنی چاہیے کہ یہ اعتراضات تاریخی تحقیقات کے معیار پر بھی ٹھیک اتر سکتے ہیں یا نہیں۔[۳۷]

محولہ بالا زیر بحث علامہ شبلی کے بیان کی روشنی میں ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی رقمطراز ہیں:

''ہر ایسی روایت یا واقعہ جس کی مدد سے یورپین مصنفین رسول اللہ ﷺ کی سیرت وشخصیت پر کوئی اعتراض وارد کرتے ہوں یا اسلام اور اس کی تعلیمات پر طعنہ کرتے ہوں مصنف سیرۃ النبیؐ کے نزدیک اہم ''واقعات'' کے ضمن میں شمار کیا جائے گا لہٰذا اسے محدثانہ اصول روایت ودرایت کی کسوٹی پر کسا جائے گا۔ اور دیکھا جائے گا کہ وہ تاریخی تحقیق کے معیار پر ٹھیک اترتا ہے یا نہیں'' ؟۔

اس کے برخلاف سیرت سے متعلق وہ تمام روایات واقعات جن پر مصنفین نے کوئی اعتراض وارد نہ کیا ہو، عام اور روز مرّہ واقعات سمجھے جائیں ان سے متعلق محدثانہ کدوکاوش اور تحقیق وتنقید کی ضرورت نہ ہوگی۔ بہ الفاظ دیگر اس باب میں ضعیف، مرسل، معضل، کسی بھی طرح کی روایت قبول کر لی جائے گی۔[۳۸]

ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

''سیرت کے اہم اور غیر اہم واقعات کے درمیان تفریق کا اصول جو سطور بالا میں تحریر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کسی قاری کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ یہ ایجاد بندہ کی قبیل سے ہو اور مصنف سیرۃ النبیؐ کی جانب اس کا انتساب درست نہ ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سیرۃ النبیؐ اسی انداز پر لکھی گئی ہے۔

کتاب سیرۃ النبی میں شام کا سفر کے ذیل میں درج ذیل عبارت ہے:

''ابو طالب تجارت کا کاروبار کرتے تھے، قریش کا دستور تھا۔ سال میں ایک دفعہ تجارت کی غرض سے شام کو جایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی عمر تقریباً بارہ برس کی ہوگی کہ ابو طالب نے حسب دستور شام کا ارادہ کیا۔ سفر کی تکلیف یا کسی اور وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ نہیں لے

جانا چاہتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کو ابو طالب سے اس قدر محبت تھی کہ جب ابو طالب چلنے لگے تو آپ ان سے لپٹ گئے۔ ابو طالب نے آپ کی دل شکنی گوارہ نہ کی اور ساتھ لے لیا۔ ۳۹

عام مؤرخین کے بیان کے موافق بحیرا کا مشہور واقعہ اسی سفر میں پیش آیا اس واقعے کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی کہ جب ابو طالب بصریٰ پہنچے تو ایک عیسائی راہب کی خانقاہ میں اترے جس کا نام بحیرا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا یہ سید المرسلین ہیں لوگوں نے پوچھا تم نے کیونکر جانا؟ اس نے کہا جب تم لوگ پہاڑ سے اترے تو جس قدر درخت اور پتھر تھے سب سجدے کے لیے جھک گئے۔ ۴۰

مذکورہ بالا اقتباس کے پہلے پیراگراف میں درج ذیل باتیں تحریر ہیں:

۱۔ ابو طالب تجارت پیشہ تھے اور قریش کے دستور کے مطابق سال میں ایک مرتبہ بغرض تجارت شام کا سفر کیا کرتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً بارہ سال تھی کہ ابو طالب نے حسب دستور شام کے لیے رخت سفر باندھا۔

۳۔ کسی وجہ سے وہ سفر رسول اللہ ﷺ کے بغیر کرنا چاہتے تھے۔

۴۔ ابو طالب جب چلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط محبت کے سبب ان سے لپٹ گئے۔

۵۔ ابو طالب نے آپ کی دل شکنی گوارہ نہ کی اور ساتھ لے لیا۔ ۴۱

مصنف کتاب سیرۃ النبیؐ نے ان میں سے کسی واقعے اور بیان میں کوئی حوالہ نہیں لکھا ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تمام بیانات کسی ایک روایت میں ان کی نگاہ سے گزرے ہیں۔ یا الگ الگ روایات سے حاصل کردہ معلومات کو ایک ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے، جب کسی قسم کا حوالہ ہی نہیں دیا گیا تو اس قسم کے مباحث کے معلومات کا ماخذ کیا ہے؟ اس کی سند کیسی ہے؟ اس کے رواۃ کس درجے

کے ہیں؟ اس میں کہیں ارسال یا انقطاع تو نہیں ہے۔ وغیرہ تو اس کا سوال ہی کہاں اٹھتا ہے۔

اگر ہم دوسرے پیرا گراف پر نظر ڈالیں جس میں بحیرا راہب کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق مصنف کتاب سیرۃ النبیؐ نے روایت و درایت ہر دو لحاظ سے زبردست بحث کی ہے اور محدثانہ کدّ و کاوش میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔۴۲

ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی لکھتے ہیں:

''اس تفریق کی وجہ یہ ہے کہ اوّل الذکر بیانات و واقعات پر یورپین مصنفین سیرت نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے اس کے برخلاف بحیرا راہب کے واقعے سے وہ اپنے بعض بیہودہ دعوؤں اور باطل مزعومات پر استدلال کرتے ہیں'' ۴۳۔

علامہ شبلی کے الفاظ درج ذیل پیرا گراف میں ملاحظہ فرمائیں

''یہ روایت مختلف پیرایوں میں بیان کی گئی ہے۔ تعجب یہ ہے کہ اس روایت سے جس قدر عام مسلمانوں کو شغف ہے اس سے زیادہ عیسائیوں کو ہے۔ سر ولیم میور، ڈریپر، مارگولیوس وغیرہ سب اس واقعہ کو عیسائیت کی فتح عظیم خیال کرتے ہیں۴۴۔

اور اس بات کے مدعی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مذہب کے حقائق و اسرار اسی راہب سے سیکھے اور جو نکتے اس نے بتا دیئے تھے انہی پر رسول اللہ ﷺ نے عقائد اسلام کی بنیاد رکھی اور اسلام کے تمام عمدہ اصول انہیں نکتوں کے درح اور حواشی ہیں۴۵

عیسائی مصنفین کے بارے میں شبلی لکھتے ہیں:

''عیسائی مصنفین اگر اس روایت کو صحیح مانتے ہیں تو اس طرح ماننا چاہیے جس طرح روایت میں مذکور ہے اس میں بحیرا کی تعلیم کا کہیں ذکر نہیں۔ قیاس میں بھی نہیں آسکتا کہ دس بارہ برس کے بچے کو مذہب کے تمام دقائق سکھا دیئے جائیں اور اگر یہ کوئی خرق عادت تھا، تو بحیرا کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟'' ۴۶۔

مستشرقین کے الزامات واتہامات اور ان کے مدلّل جوابات کتاب سیرۃ النبی ﷺ کے حوالے سے

علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبی ﷺ کی اہم خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ علامہ شبلی نے مغربی مؤرخین اور مستشرقین کے ان الزامات واتہامات کی نشان دہی کر کے قوی دلائل کے ساتھ استدلال کرتے ہوئے ان الزامات واتہامات کا ردّ وابطال بھی کیا ہے۔

یہ وہ دور ہے جب سرسید احمد خان نے ولیم میور کی کتاب لائف آف محمدؐ (زمانہ تصنیف) ۱۸۶۱ کے جواب میں الخطبات الاحمد یہ لکھی تھی۔ جس میں ولیم میور نے اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں زہر افشانی کی تھی۔ برصغیر پاک وہند میں انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں جو کتب سیرت لکھی گئی تھیں بالخصوص مغربی مؤرخین کے ان الزامات واتہامات کے جوابات میں اگر ہم کتاب سیرۃ النبیؐ کی ہم عصر کتب کا مطالعہ کریں تو سرفہرست علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی ﷺ ہی وہ واحد کتاب ہے جس میں علامہ شبلی نے بڑے واضح استدلال کے ساتھ ان الزامات واتہامات کے جوابات دیے ہیں۔ جو اس دور میں مغربی مؤرخین نے اسلام اور بانی اسلام پر لگائے تھے۔ محمد حسین ہیکل نے بھی حیات محمد ﷺ میں مغربی مؤرخین اور مستشرقین کے ایسے الزامات واتہامات کی نہ صرف نشاندہی کی ہے بلکہ مدلّل جوابات بھی لکھے ہیں بالخصوص وہ الزامات واتہامات جو اسلام اور پیغمبر اسلام پر لگائے گئے تھے۔ عصر حاضر میں لکھی گئی کتب سیرت میں ایسے ہی اعتراضات الزامات کے جوابات میں پیر کرم شاہ الازہری مرحوم نے بھی اپنی کتاب ضیاء النبیؐ میں ایک جلد مفصل لکھی ہے۔

مستشرقین کے الزامات واتہامات

علامہ شبلی محمد رسول اللہ ﷺ کے سلسلۂ نسب کے ذیل میں مستشرق مارگولیتھ کی اس ہرزہ سرائی کا ذکر کرتے ہوئے تاریخ عرب کا حوالہ دیتے ہیں۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں۔

"تاریخ عرب کا ایک ایک حرف اس کا شاہد ہے لیکن مارگولیتھ نے نہایت کوشش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کو نعوذ باللہ متبذل ثابت کیا جائے"[47]۔

علامہ شبلی نے مستشرق مارگولس کے الفاظ درج ذیل لکھے ہیں:

"یہ بالکل ظاہر ہے کہ محمد ایک غریب اور ادنیٰ خاندان سے تھے"۔ اس کے بعد صاحب موصوف نے حسب ذیل استدلال پیش کیے ہیں:

۱۔ قرآن مجید میں ہے کہ قریش کو حیرت تھی کہ ان میں ایسا پیغمبر کیوں نہ بھیجا گیا جو شریف خاندان سے ہوتا[48]۔

۲۔ پیغمبر کے عروج کے زمانے میں قریش نے (رسول اللہؐ) کو اس درخت سے تشبیہ دی جو گھورے پر جمتا ہے[49]۔

۳۔ رسول اللہؐ کو جب ایک شخص نے مولیٰ کے لفظ سے خطاب کیا تو آپؐ نے اس لقب سے انکار کیا[50]۔

۴۔ فتح مکہ کے دن آپؐ نے فرمایا کہ آج شرفائے کفار کا خاتمہ ہو گیا۔

قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے استدلال کیا گیا ہے

﴿وَقَالُوْ لَوْلاَ نُزِّلَ هَذَا الْقُرآن عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْم﴾[51]

ترجمہ:

یعنی کفار کہتے ہیں کہ یہ قرآن دو شہروں (مکہ وطائف) کے کسی رئیس پر کیوں نہ اترا۔

بالکل حقیقت ہے عظیم اور شریف دو الگ لفظ ہیں قرآن میں عظیم کا لفظ ہے۔

علامہ شبلی استدلال پیش کرتے ہیں۔

عظیم اور شریف دو الگ لفظ ہیں قرآن میں عظیم کا لفظ ہے۔ اہل عرب دولت اور اقتدار والے کو عظیم کہتے تھے ان کو رسول اللہ ﷺ کی شرافت سے نہیں بلکہ جاہ و دولت سے انکار تھا۔[52]

دوسرا استدلال اگر صحیح ہوتو دشمن کی ہر بات صحیح ماننا چاہیے کفار نے تو رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) دیوانہ جادوزدہ، شاعر سب کچھ کہا۔ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے؟ بے شبہ رسول اللہؐ نے مولیٰ اور سید کے لفظ سے انکار کیا لیکن متعدد حدیثوں میں صاف تصریح ہے ۵۳۔

کہ آپ نے فرمایا مجھ کو سید اور مولیٰ نہ کہو، مولیٰ اور سید خدا ہے۔ قرآن میں ہر جگہ خدا ہی کو مولیٰ کہا ہے۔

سورۃ الحج کی درج ذیل آیت میں لفظ مولیٰ استعمال ہوا ہے۔

آن سے استدلال ﴿هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ ۵۴

ترجمہ:

وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے۔

حدیث سے استدلال

غزوہ اُحد میں جب ابوسفیان نے کہا تھا:

" لنـا العزى ولا عزى لكم، فقال النبيّ (أجيبوه) قالوا: مانقول؟ قال: (قولوا: الله مولانا ولا مولى لكم" ۵۵

علامہ شبلی کی تحریروں کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عرب کے رائج مذاہب، نصرانیت اور مجوسیت کا حال بیان کرتے ہیں۔ اوران کے عقائد باطلہ کے ردّ میں قرآن حکیم سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ اور پھران مذاہب کے حوالے سے عربوں کے ایک اللہ کے اعتقاد کی وضاحت کے لیے نہ صرف قرآن مجید سے استشہاد پیش کرتے ہیں بلکہ Enecyclopeadia of Religion & Ethies کے حوالے سے نولدیکی کے قول کو بھی نقل کرتے ہیں۔

علامہ شبلی رقمطراز ہیں:

''اللہ کے اعتقاد'' کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

''عرب گو قریباً کے سب بت پرست تھے لیکن اس کے ساتھ یہ اعتقاد ان کے دل سے کبھی نہیں گیا کہ اصلی خدائے برتر اور چیز ہے اور وہی تمام عالم کا خالق ہے۔ اس خالق اکبر کو وہ اللہ کہتے تھے''۔(۵٦)

قرآن سے استدلال

﴿وَلَئِن سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ والْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهَ فَاَنیّٰ يُؤْفَكُوْنَ﴾ ۵۷؎۔

ترجمہ:

ان لوگوں سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے پھر یہ کہاں الٹے جا رہے ہیں۔

﴿فاذا رَكِبُوْ فِی الْفُلْكِ دَعَوُ اللّٰه مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَاهُمْ يُشْرِكُوْن﴾۵۸؎

ترجمہ:

پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خدا کو پکارتے (اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

مستشرق نولدیکی کے قول کے اقتباسات

علامہؒ شبلی لکھتے ہیں:

''اللہ'' جو صفا کے کتبوں ''ھلہ'' لکھا ہوا ہے۔ نباتی اور دیگر قدیم باشندگان عرب شمالی کے نام ایک جز تھا۔ مثلاً زید اللتی ۔۔۔ نباتی کتبات میں اللہ کا نام بطور ایک علیحدہ معبود کے نہیں ملتا۔ لیکن صفا کے کتبات میں ملتا ہے متاخرین مشرکین میں اللہ کے نام نہایت

عالم ہے۔ ولہاسن نے عرب قدیم کے لٹریچر میں بہت سی عبارتیں نقل کی ہیں۔ جن میں اللہ کا لفظ بطور ایک معبود اعظم کے مستعمل ہوا ہے۔ نباتی کتبات میں ہم بار بار کسی دیوتا کا نام پاتے ہیں جس کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ کا لقب شامل ہے اس ولہاسن نے یہ نکالا ہے کہ اللہ کا لقب جو پہلے معبودوں کے لیے استعمال ہوتا تھا رفتہ رفتہ زمانہ بعد میں صرف ایک عظیم ترین معبود کے لیے بطور علم کے مخصوص ہو گیا'' [۵۹] ۔

علامہ شبلی عربوں کی مذہبی حالت زار کے حوالے سے ایک ذیلی عنوان ''کیا عرب میں ان مذاہب نے کچھ اصلاح کی'' کے ذیل میں یہ عبارت لکھتے ہیں۔ عرب میں تمام مشہور مذاہب موجود تھے۔ یہودیت بھی، نصرانیت بھی، مجوسیت بھی، حنیفیت بھی اور عقلی بلند پروازی کی معراج الحاد بھی، لیکن ان سب کا نتیجہ کیا تھا عقائد کے لحاظ سے یا تو خداؤں کی وہ کثرت جس کو نصرانیت نے بہت گھٹایا، تاہم تین کی تعداد سے کم نہ کر سکی۔ [۶۰]

علامہ شبلی توراۃ تکوین کے حوالے سے نصرانیت کے بارے میں لکھتے ہیں یہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ خود سولی پر چڑھ کر تمام بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ بن گئے یا توحید تھی لیکن خدا اس قسم کا تھا جو آدمیوں سے کشتی لڑتا تھا۔ [۶۱]

لڑائیوں میں لوگوں کو زندہ جلا دینا مستورات کا پیٹ چاک کر ڈالنا، معصوم بچوں کو تہ تیغ کرنا عموماً جائز تھا۔ عیسائیوں کے بیان کے مطابق عرب قبل اسلام تمام مذاہب میں عیسائیت سے متاثر تھا۔ تاہم اس اثر کا کیا نتیجہ تھا؟ اس کو خود عیسائی مؤرخین کی زبان سے سننا چاہیے۔ ایک عیسائی مؤرخ لکھتا ہے۔

''عیسائیوں نے عرب کو پانچ سو برس تعلیم تلقین کی، اس پر بھی خال خال عیسائی نظر آتے تھے۔ یعنی بنو حارث نجران میں، بنو حنیف یمامہ میں اور کچھ بنی طے میں عیسائی تھے۔ باقی خیریت۔۔۔۔۔۔۔ بالآخر عرب کو حیث المذہب دیکھیے، تو اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف کوششوں کی کچھ خفیف سی موجیں لہراتی نظر آتی تھیں۔ اور یہود کی قوت بھی کبھی بڑی شدت سے طغیانی کرتی نظر آتی تھی۔ لیکن بت پرستی اور بنو اسماعیل

کے بیہودہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آ کر ٹکراتا تھا۔ ۶۲

مکہ معظّمہ

مکہ معظّمہ کے عنوان میں علامہ شبلی سیرۃ النبیؐ ج:۱،ص:۹۸ پر ایک مضمون ضبطِ تحریر میں لاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مکہ کی نسبت ایک بحث نہایت قدیم زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔

علامہ شبلی رقمطراز ہیں:

''متعصب عیسائی مؤرّخ لکھتے ہیں کہ اس شہر کی قدامت کا دعویٰ مسلمانوں کا خاص دعویٰ ہے۔ قدیم تاریخوں میں اس کا نشان نہیں ملتا'' ۶۳۔

''مرگولیس اپنی کتاب میں لکھتا ہے اگر چہ مذہبی خیال کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنی مذہبی مرکز کو نہایت قدیم البنا قرار دیا ہے۔ لیکن صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مکہ کی سب سے قدیم عمارت محمد ﷺ کے صرف چند پشت قبل تعمیر ہوئی تھی۔ مرگولیس نے اس کے ثبوت میں اصابہ کا یہ حوالہ بھی دیا ہے۔ اور ہم کو بھی اس کی صحت سے انکار نہیں۔ لیکن اس کل بیان میں مغالطہ ہے جس کو ہم نے اصل کتاب میں ظاہر کر دیا ہے۔ ۶۴

علامہ شبلی قرآن مجید سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں مکہ کا قدیم اور اصلی نام بَکّہ ہے۔

سورہ ال عمران کی آیت میں ہے۔

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وَّضِعَ لِلنَّاسِ لِلَّذِیْ ببکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ ۶۵

ترجمہ:

پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ وہی ہے جو مکّے میں ہے۔ بابرکت اور جہان کے لیے موجب ہدایت۔

علامہ شبلی کتاب زبور سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

علامہ شبلی مندرجہ ذیل الفاظ لکھتے ہیں۔

''بکہ کی وادی میں گزرتے ہوئے اسے ایک کنواں بناتے، برکتوں سے مورۃ کو ڈھانک لیتے قوت سے قوت تک ترقی کرتے چلے''۔٦٦

راقم کو زبور میں درج ذیل الفاظ ملے ہیں۔

''وہ وادی بکا سے گزر کر اسے چشموں کی جگہ بنا لیتے ہیں۔ بلکہ پہلی بارش اسے برکتوں سے معمور کر دیتی ہے''۔٦٧

جدید انسائیکلو پیڈیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے جو مضمون ہے وہ مارگولیتھ کا ہے۔ اس میں مکہ معظّمہ کی نسبت لکھا ہے کہ:

''قدیم تاریخوں میں اس شہر کا نام نہیں ملتا بجز اس کے کہ زبور (٨٤۔٦) وادی بکۃ کا لفظ ہے''۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں لیکن مرگیولوس صاحب اس تاریخی شہادت کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

پروفیسر ڈوزی جو فرانس کا مشہور محقق اور عربی دان عالم ہے۔ وہ لکھتا ہے۔٦٨

بکّۃ وہی مقام ہے جس کو یونانی جغرافیہ دان ماکروبہ لکھتے ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ مارگیولس کو پروفیسر دوزی کے بیان پر بھی اعتماد نہیں۔

علامہ شبلی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''رومن مورخ سیلس نے کعبہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ دنیا کے تمام معبودوں سے قدیم اور اشرف ہے اور یہ ولادت مسیح سے پچاس برس پہلے کا ذکر ہے''۔٦٩

اگر کعبہ حضرت عیسیٰ سے پہلے موجود تھا تو مکہ بھی قریباً اسی زمانے کا شہر ہوگا کیونکہ جہاں کہیں کوئی مشہور معبد ہوتا ہے اس کے آس پاس ضرور کوئی نہ کوئی شہر یا گاؤں آباد ہو جاتا ہے۔

علامہ شبلی یاقوت حموی کا معجم البلدان کے حوالے سے مکہ معظمہ کا عرض اور طول بطلیموس کے جغرافیہ کے حوالے سے درج ذیل لکھتے ہیں۔

''طول ۷۸ درجہ عرض ۳ء درجہ''

بطلیموس جو کہ نہایت قدیم زمانہ کا مصنف ہے شبلی کہتے ہیں اگر اس نے اپنے جغرافیہ میں مکّہ کا ذکر کیا ہے تو اس سے زیادہ قدامت کی کیا سند درکار ہے۔ [۷۰]

یورپین تصنیفات

علامہ شبلی لکھتے ہیں:

'' ہم اس موقع پر صرف ان تصنیفات کا مختصر سا نقشہ درج کرتے ہیں۔ جو بہ تخصیص رسول اللہ ﷺ کے حالات یا اسلام کے اصول عقائد پر لکھی گئیں اور جن میں سے اکثر ہمارے دفتر تصنیف میں موجود ہیں یا ہم ان سے متمتع ہو چکے ہیں'' [۷۱]

یورپین تصنیفات کی ایک فہرست جو علامہ شبلی نے سیرۃ النبیؐ۔ جلد اول میں دی ہے۔ درج ذیل ہے:

نمبر	نام مصنف	وطن	نام تصنیف یا مضمون	زمانہ تصنیف
۱۔	ڈاکٹر جی۔ پی (؟)	انگلستان	سیرتِ محمد خادع (نعوذ باللہ)	۱۸۱۵ء
۲۔	ڈاکٹر وایٹ (واعظ آکسفورڈ)	انگلستان	پیمفلٹن سرمنز اسلام اور پیغمبر اسلام	۱۸۰۰ء
۳۔	گارڈ فری ہگنس، ایم، آر، اے، ایس	انگلستان	آپالوجی	۱۸۲۹ء
۴۔	ڈاکٹر جے اے موہلر Mohler	جرمن	اسلامزم	۱۸۳۰ء

۵۔	گارسن ڈی ٹاسی	فرانس	اسلام وقرآن	از ۱۸۲۱ء تا ۱۸۳۱ء اور ۱۸۴۷ء
۶۔	اڈورڈ لین (Edward)	انگلستان	انتخابات القرآن	۱۸۴۳ء
۷۔	ڈاکٹر ویل Dr. Gustav Weil	جرمن	ترجمہ وتحشیہ ابن ہشام کتاب محمد پیغمبر (بزبان جرمن)	۱۸۴۵ء
۸۔	کارلائل	انگلستان	ہیروز اینڈ ہیرو درشپ	۱۸۴۶ء
۹۔	کوسنڈی برسیوال	فرانس	تاریخ عرب	۱۸۴۷ء
۱۰۔	واشنگٹن اروِنگ Washington	انگلستان	سیرت محمد ﷺ (بزبان انگریزی)	۱۸۵۱ء-۱۸۶۱ء
۱۱۔	ڈاکٹر اسپرنگر Dr. Sprenger	جرمن	سیرت محمد ﷺ (بزبان جرمن)	۱۸۵۱ء
۱۲۔	وان کریمر Van Kremer	جرمن	ترجمہ وتحشیہ واقدی	۱۸۵۲ء
۱۳۔	مضمون نگار نیشنل ریویو	انگلستان	مضمون ''محمد''	جولائی ۱۸۵۸ء
۱۴۔	ڈوزی	ہولینڈ	تاریخ اسلام	۱۸۶۱ء
۱۵۔	مضمون نگار نیشنل ریویو	انگلستان	بزرگ ترین عرب	۱۸۶۱ء
۱۶۔	ڈی لین		سیرت محمد ﷺ	۱۸۶۱ء
۱۷۔	سرولیم میور S. William Muir	انگلستان	سیرت محمد ﷺ	۱۸۵۸ء تا ۱۸۶۱ء

۱۸۔	برتھالمی سینٹ ہلیر	فرانس	محمد ﷺ و قرآن	۱۸۶۵ء
۱۹۔	نولدیکی Noldeke	جرمن	مضامین قرآن و اسلام	۱۸۶۹ء
۲۰۔	دو شیف مضمون نگار کوارٹرلی ریویو	انگلستان	اسلام	اکتوبر ۱۸۶۹ء
۲۱۔	مضمون نگار برٹش کوارٹرلی ریویو	انگلستان	محمد ﷺ	۱۸۷۲ء
۲۲۔	جولیس چارلس	فرانس	تاریخ بانی اسلام	۱۸۷۴ء
۲۳۔	مضمون نگار کانٹمپری ریویو	انگلستان	محمد ﷺ اور اسلام	۱۸۷۵ء
۲۴۔	باسورتھ اسمتھ	انگلستان	محمد ﷺ اور محمدیت	۱۸۷۴ء
۲۵۔	سیدلو Sedillat	فرانس	تاریخ عرب	۱۸۷۷ء
۲۶۔	ولہوسن Well Hausen	جرمن	تبصرہ بر واقدی	۱۸۸۲ء
۲۷۔	اہل کراہل Krehl	جرمنی	سیرت محمد ﷺ	۱۸۸۴ء
۲۸۔	گولڈ زہر Gold Ziher	جرمنی	مطالعہ اسلام	۱۸۹۰ء
۲۹۔	رینان Renan	فرانس	تاریخ مذاہب	۱۸۵۸ء تا ۱۸۹۳ء

۳۰۔	ایچ گریم H. Grimme	ہولینڈ	سیرت محمد ﷺ	۱۸۹۴ء
۳۱۔	ہنری دی کاستری Henri De Castere	فرانس	اسلام پر خیالات	۱۸۹۶ء
۳۲۔	ایف بوہل	ہولینڈ	سیرت محمد ﷺ	۱۹۰۳ء
۳۳۔	والسٹن Wallaston	انگلستان	آدھ گھنٹہ محمد ﷺ کے ساتھ	۱۹۰۵ء
۳۴۔	مارگولیتھ Margoliouth	انگلستان	محمد ﷺ	۱۸۹۴ء
۳۵۔	کوئل Koell	انگلستان	محمد ﷺ اور اسلام	۱۹۰۵ء
۳۶۔	پرنس کائتانی Caetani	اطالیہ	تاریخ کبیر محمد و اسلام وسلاطین اسلام	۱۹۰۹ء
۳۷۔	میجر لیونارڈ Leonard	انگلستان	اسلام کا روحانی واخلاقی پایہ	۱۹۰۹ء(۴۲)

یورپین تصنیفات

یورپین تصنیفات کی درج ذیل فہرست ڈاکٹر انور محمود خالد کی کتاب اردو نثر میں سیرت رسول سے حاصل کی گئی ہے۔ان کے بقول میں نے علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبی کی فہرست کو تصحیح کے بعد طبع کیا ہے۔

نمبر	نام مصنف	وطن	نام تصنیف یا مضمون	زمانہ تصنیف
۱۔	ڈاکٹر جی بی	انگلستان	سیرتِ محمد خادع (نعوذ باللہ)	۱۸۱۵ء
۲۔	ڈاکٹر وایٹ (White) واعظ آکسفورڈ	انگلستان	نیمفش سرمنز اسلام اور پیغمبر اسلام	۱۸۰۰ء
۳۔	گارڈ فری ہگنس (Godfrey Higgings)	انگلستان	آپالوجی	۱۸۲۹ء
۴۔	ڈاکٹر جے اے موہلر (Mohler)	جرمن	اسلامزم	۱۸۳۰ء
۵۔	گارسن ڈی ٹاسی (Garcin De Tassy)	فرانس	اسلام وقرآن	۱۸۳۱ء اور ۱۸۷۴ء
۶۔	اڈورڈ لین (Edward lane)	انگلستان	انتخابات القرآن	۱۸۴۳ء
۷۔	ڈاکٹر ویل Dr. Gustav Weil	جرمن	ترجمہ وتحشیہ ابن ہشام کتاب محمد پیغمبر (بزبان جرمن)	۱۸۴۵ء
۸۔	کارلائل (Carlyle)	انگلستان	ہیروز اینڈ ورشپ	۱۸۴۶ء
۹۔	کوسنڈی برسیوال (Caussine De Perceval	فرانس	تاریخ عرب	۱۸۴۷ء
۱۰۔	واشنگٹن اروِنگ (Washington Lrving)	انگلستان	سیرت محمد ﷺ (بزبان انگریزی)	۱۸۵۱ء-۱۸۶۱ء

۱۱۔	ڈاکٹر اسپرنگر (Dr. Sprenger)	جرمن	سیرت محمد ﷺ (بزبان جرمن)	۱۸۵۱ء
۱۲۔	وان کریمر (Van Kremer)	جرمن	ترجمہ وتحشیہ واقدی	۱۸۵۲ء
۱۳۔	مضمون نگار نیشنل ریویو	انگلستان	مضمون ''محمد''	جولائی ۱۸۵۸ء
۱۴۔	ڈوزی (Dozy)	ہولینڈ	تاریخ اسلام	۱۸۶۱ء
۱۵۔	مضمون نگار نیشنل ریویو	انگلستان	بزرگ ترین عرب	اکتوبر ۱۸۶۱ء
۱۶۔	ڈی لین (Delane)		سیرت محمد ﷺ	۱۸۶۱ء
۱۷۔	سر ولیم میور (S. William Muir)	انگلستان	سیرت محمد ﷺ	۱۸۵۸ تا ۱۸۶۱ء
۱۸۔	برتھالمی سینٹ ہلیر	فرانس	محمد ﷺ وقرآن	۱۸۶۵ء
۱۹۔	نولدیکی Noldeke	جرمن	مضامین وقرآن واسلام	۱۸۶۹ء
۲۰۔	دوشیف مضمون نگار کوارٹرلی ریویو	انگلستان	اسلام	اکتوبر ۱۸۶۹ء
۲۱۔	مضمون نگار برٹش کوارٹرلی ریویو	انگلستان	محمد ﷺ	جنوری ۱۸۷۲ء
۲۲۔	جولیس چارلس (Julius Charles Scholl)	فرانس	تاریخ بانی اسلام	۱۸۷۴ء
۲۳۔	مضمون نگار کانٹمپری ریویو Dr. G.P. Badger	انگلستان	محمد ﷺ اور اور اسلام	جون ۱۸۷۵ء
۲۴۔	باسورتھ اسمتھ Bosworth Smith	انگلستان	محمد ﷺ اور محمدیت	۱۸۷۴ء

۲۵۔	سیدلو (Sedillat)	فرانس	تاریخ عرب	۱۸۷۷ء
۲۶۔	ولہوسن (Well Hausen)	جرمن	تبصرہ برواقدی	۱۸۸۲ء
۲۷۔	ایل کرایل (Krehl)	جرمنی	سیرتِ محمد ﷺ	۱۸۸۴ء
۲۸۔	گولڈ زیہر (Gold Ziher)	جرمنی	مطالعہ اسلام	۱۸۹۰ء
۲۹۔	رینان (Renan)	فرانس	تاریخ مذاہب	۱۸۵۸ء/۱۸۹۲ء
۳۰۔	ایچ گریم (H. Grimme)	ہولینڈ	سیرتِ محمد ﷺ	۱۸۹۴ء
۳۱۔	ہنری دی کاستری (HenriDe Castere)	فرانس	اسلام پر خیالات	۱۸۹۶ء
۳۲۔	ایف بوہل (Buhl)	ہولینڈ	سیرت محمد ﷺ	۱۹۰۳ء
۳۳۔	والسٹن (Wallaston)	انگلستان	آدھ گھنٹہ محمد ﷺ کے ساتھ	۱۹۰۵ء
۳۴۔	مارگولیتھ (Margoliouth)	انگلستان	محمد ﷺ	۱۸۹۴ء
۳۵۔	کوئل (Koell)	انگلستان	محمد ﷺ اور اسلام	۱۹۰۵ء
۳۶۔	پرنس کائتانی (Caetani)	اطالیہ	تاریخ کبیر محمد و اسلام و سلاطین اسلام	۱۹۰۵ء سے جاری
۳۷۔	میجر لیونارڈ (Leonard)	انگلستان	اسلام کا روحانی و اخلاقی پایہ	۱۹۰۹ء(۷۳)

کتاب سیرۃ النبی ﷺ کے منفرد اور خاص اسلوب کے بارے میں سیرت نگاروں کی آراء

اصول روایت کے پہلو بہ پہلو اصول درایت پر ایک نظر

علامہ شبلی نے مورّخ کے لیے صحت واقعہ میں روایت کے پہلو بہ پہلو درایت سے کام لینا بھی ضروری قرار دیا ہے اور درایت کے پہلو پر زیادہ زور دیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مختلف واقعات میں ارباب تاریخ وسیر سے ان کے اختلاف کی وجہ اکثر یہی اصول درایت ہی ہے۔

علامہ شبلی کے الفاظ غزوہ خیبر کے ذکر میں کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کے بارے میں یہ ہیں۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں۔

''خیبر کے واقعات میں ارباب سیر نے ایک سخت غلط روایت نقل کی ہے اور وہ اکثر کتابوں میں منقول ہو کر متداول ہوگئی ہے یعنی یہ کہ اوّل آپ نے یہود کو اس شرط پر امن عام دیا تھا کہ کوئی چیز نہ چھپائیں گے لیکن جب کنانہ بن الربیع ابن ابی الحقیق نے خزانہ بتانے سے انکار کیا تو آپ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ سختی کر کے اس سے خزانہ کا پتہ لگائیں۔ حضرت زبیر چقماق جلا کر اس کے سینے کو داغتے تھے یہاں تک کہ اس سے اس کی جان نکلنے کے قریب ہوگئی'' ۲ے

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ شبلی کا درایتی معیار ملاحظہ ہو۔

''کسی شخص پر خزانہ بتانے کے لیے اس قدر سختی کرنا کہ اس سینہ پر چقماق سے آگ جھاڑی جائے، رحمت للعالمین کی شان اس سے بہت ارفع ہے وہی شخص جو اپنے زہر دینے والے سے مطلق تعرض نہیں کرتا کہ چند سکوں کے لیے کسی کو آگ سے جلانے کا حکم دے سکتا ہے''۔

یہ روایت مستقل اور صحیح ہونے کے باوجود چونکہ درایت کے معیار سے ناقابل فہم ہے اس لیے علامہ نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ ۳ے

مولانا عبدالرؤف لکھتے ہیں:

''مولانا شبلی کی نسبت یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ ہر شخص کو اختیار دیں کہ کسی روایت کا محض اس بنا پر انکار کر دے کہ وہ اس کو عقل کے خلاف سمجھتا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ان کے بیان سے یہی

مفہوم سمجھا جاتا ہے مولانا سیرۃ میں بھی اور اپنی دوسری تصنیفات میں بھی بسط و تفصیل سے لکھتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک احادیث کو پرکھنے کا ایک اصول درایت بھی ہے جس طرح قرآن کریم کے خلاف کوئی روایت ہو تو رد کردی جائے گی اور یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کی سند کیسی ہے اسی طرح جو روایت عقل کے خلاف ہو وہ بھی رد کردی جائے گی سند دیکھنے کی ضرورت نہیں''۔۶ے

علم کلام

علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبیؐ کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت سیرت طیبہ کی تفصیل بیان کر کے اسلام کی تعلیمات وحقائق علم کلام کی روشنی میں پیش کرنا بھی ہے۔

علامہ شبلی فن سیرت وسوانح کو خالص شخصی واقعات وحالات کا مجموعہ نہیں گردانتے بلکہ وہ اس فن کو شخصیت کے جلو میں رونما ہونے والے واقعات کی مفصل کیفیت اور ان کے اسباب ونتائج کو نمایاں کرنے والا ایک جامع فلسفہ قرار دیتے ہیں اور یہی خصوصیت ان کے اور دوسرے سیرت نگاروں کے درمیان حدّ فاصل کا درجہ رکھتی ہے۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں:

''اگلے زمانے میں سیرت کی ضرورت صرف تاریخ اور واقعہ نگاری کی حیثیت سے تھی علم کلام سے اس کو واسطہ نہ تھا لیکن معترضین حال کہتے ہیں اگر مذہب صرف خدا کے اعتراف کا نام ہے تو بحث یہیں تک رہ جاتی ہے لیکن جب اقرار نبوت بھی جز مذہب ہے تو یہ بحث پیش آتی ہے کہ جو شخص حامل وحی اور سفیر الٰہی تھا، اس کے حالات، اخلاق اور عادات کیا تھے''۷ے

انشاپردازی

پروفیسر خورشید نعمانی ردولوی لکھتے ہیں:

اردو ادب کے عناصر خمسہ میں صرف مولانا شبلی کو سیرت طیبہ لکھنے کا شرف حاصل ہوا اور اس مقدس اور برگزیدہ ذات گرامی سے مولانا کی حد درجہ محبت و غایت تعلق نے سیرۃ النبیؐ کو ادب و انشاء کا چمنستان اور اردو ادب العالیہ کا شہ پارہ بنا دیا اس کتاب کے سرنامہ اور ظہور قدسی کی عبارتوں پر تو الہام کا شبہ ہوتا ہے''۸ے

علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبیؐ کی تحریروں کے بارے میں سید صباح الدین رقم طراز ہیں۔

اس کتاب کو قلم بند کرنے میں ان کا عقیدت مندانہ بلکہ سرشارانہ اور والہانہ جذبہ ان پر ضرور چھایا ہوا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ان کا انداز مؤرخانہ محققانہ، محدثانہ، متکلمانہ بھی ہے اور مستشرقانہ بھی............ اس لیے یہ سیرت کی بے مثال کتاب بن گئی ہے.................. اس کا اعلیٰ وصف اس کا خاص اسلوب بھی ہے۔۹ے

علامہ شبلی کی دوسری تصنیفات کا حوالہ دیتے ہوئے سید صباح الدین لکھتے ہیں۔

''المامون کی رعنائیاں، الفاروق کی سادہ پرکاریاں، سیرۃ النعمان کی نکتہ سنجیاں، الغزالی کی علمی معرکہ آرائیاں، سوانح مولانا روم کی موشگافیاں، علم الکلام اور الکلام کی زور آزمائیاں، موازنہ انیس و دبیر کی گل فشانیاں، شعر العجم کی گل کاریاں اور نوع بنوع معاملات کی تحریری بو قلمونی سب اس تاب میں سمٹ کر آ گئی ہیں جس کے بعد اس کے ہر صفحہ پر ادب و انشاء کی معجز طرازیاں دکھائی دیتی ہیں۔ مخالفین اس میں جتنی بھی خردہ گیری کریں مگر جس معیار پر بھی یہ جانچی جائے گی دنیا کی بہترین تصانیف میں شمار ہو کر رہے گی''۔۸۰ے

علامہ شبلی نے سیرت نگاری کے لیے غیر جانب داری پر زور دیا ہے رنگی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

''مورخ کے طرز نگارش سے اس کے قوم و مذہب ذاتی اعتقاد اس کی خوشی اور ناخوشی کا اظہا رنہیں ہونا چاہیے اس اصول پر سیرۃ النبیؐ پوری اترتی ہے باوجود یکہ اس سے ان کے عشق رسول

کا واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے مگر ایسا کہیں نہیں ہوا کہ حق وصداقت کو بالائے طاق رکھ کر محض عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہو۔۸۱

اس ضمن میں ڈاکٹر انور محمود اپنا نقطۂ نظر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

'' جو مصنف کسی ایسے شخص کی سوانح عمری لکھ رہا ہو۔ جو نہ صرف اس کا اپنا محبوب نظر ہو بلکہ کروڑوں انسانوں کی عقیدت کا مرکز ہو۔ اس کے حالات رقم کرتے وقت جوش وجذبہ کا مظاہرہ ہونا کوئی خلاف حقیقت بات نہیں جب کہ صاحب سوانح مذہبی شخصیت ہوتو اس کی سوانح سے مذہب کیسے خارج کیا جا سکے گا۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ عقیدت کے غلو میں سوانح نگار مذہبی اور اخلاقی جذبے سے مغلوب تو نہیں ہوگیا۔ سیرۃ النبیؐ پڑھنے والا ہر شخص گواہی دے گا کہ ایسا نہیں ہوا'' ۸۲

ڈاکٹر سید عبداللہ علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبیؐ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''سیرۃ النبی ﷺ بنیادی طور پر ایک عاشق رسول کا والہانہ اظہار حقیقت ہے یہ ایک گدائے بے نوا کی شہنشاہ کونین کے دربار میں اخلاص وعقیدت کی نذر ہے جس کی فرط عقیدت پکار پکار کر کہہ رہی ہے زچشم آستیں برادر وگوہر را تماشا کن'' ۸۳۔

سید عبداللہ کتاب سیرۃ النبی ﷺ کے بارے میں مزید لکھتے ہیں۔

'' شبلی کی سیرۃ النبی (جس کی دو جلدیں ان کی مرتب کردہ ہیں) سادہ یا گرانی نہیں بلکہ اسے اس کے بنیادی نصب العین کے اعتبار سے ''دائرہ المعارف النبویہ'' کہنا چاہیے اپنی مکمل صورت میں یہ سیرت کے موضوع سے نکل کر اسلام کی صداقت اور حقانیت کے موضوع پر ایک کتاب بن جاتی ہے۔ تاہم اس کا سوانحی حصہ اپنی جگہ مکمل اور مفصل ہے'' ۸۴

نتیجہ بحث باب:۵
امتیازی خصوصیات کتاب سیرۃ النبی ﷺ

علامہ شبلی نے سیرۃ النبی ﷺ لکھتے ہوئے جن موضوعات کو زیر بحث لائے ہیں ان میں سے ایک اہم موضوع یہ ہے کہ یورپین مصنفین کے وسائل معلومات کس درجہ کے ہیں۔ اغلاط کے مشترک اسباب کیا ہیں اور تعصب اور سوءظن کا کہاں تک اثر ہے ان اہداف کو سامنے رکھ علامہ شبلی نے یورپین تصنیفات کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

یورپین تصنیفات کے اصول مشترکہ

یورپین مصنفین رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق جو نکتہ چینیاں کرتے ہیں اس کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے مدلل اور مبسوط انداز میں جوابات بھی دیئے ہیں۔

چند امتیازی خصوصیات کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل ہیں

کتاب سیرۃ النبی ﷺ کی تحریروں کی ایک اہم خوبی اور خصوصیت یہ ہے کہ مغربی مؤرخین، مستشرقین نے جن واقعات کے ضمن میں تنقید کی ہے۔ علامہ شبلی نے ان واقعات کو اہم واقعات کے ضمن میں شمار کیا اور محدثانہ اصول روایت اور درایت کے التزام اور اطلاق کے ساتھ ساتھ یہ بھی پرکھا کہ وہ تاریخی و تحقیقی معیار پر پورا اترتے ہیں یا نہیں۔

علامہ شبلی نے محولہ بالا اصول کی تائید میں بحیرا راہب کے واقعہ کو بیان کر کے خوب لکھا ہے اور عیسائیوں کے علاوہ ولیم میور، ڈریپر، مارگولیتھ کے حوالے سے یہ بھی واضح کیا ہے کہ مستشرقین بحیرا راہب کے واقعہ کو عیسائیت کی فتح عظیم خیال کرتے ہیں۔

شبلی استدلال کرتے ہیں کہ قیاس میں بھی نہیں آسکتا کہ دس بارہ برس کے بچے کو مذہب کے تمام دقائق سکھا دیئے جائیں اور اگر یہ کوئی خرق عادت تھا تو بحیرا کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

چند اہم نکات:

۱۔ کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم خصوصیت مستشرقین اور مغربی مؤرخین کے ان افکار کی نشان دہی کرنا اور وہ تحریریں جو مخالفانہ ومعاندانہ رویّے پر مبنی ہیں۔ان کے مدّلل جوابات محققانہ اور منفرد اسلوب میں بیان کرنا ہے۔جیسا کہ علامہ شبلی نے یورپین تصنیفات کے عنوان سے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے۔

۲۔ مغربی مؤرخین نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے جو تحریریں لکھی تھیں۔علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے مدّلل جوابات دیئے ہیں۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو نعوذ باللہ متبذل ثابت کرنے کے لیے مستشرق مارگولیتھ کے الفاظ درج کرکے علامہ شبلی نے جوابات کے لیے قرآن وحدیث سے استدلال پیش کیا ہے۔

۴۔ عربوں کے ''اللہ کے اعتقاد'' کے ذیل میں۔علامہ شبلی نے مستشرق نولدیکی کے قول کے اقتباسات پیش کرکے ولہاسن مستشرق کی تحقیق کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ کا لقب جو پہلے معبودوں کے لیے استعمال ہوتا تھا رفتہ رفتہ بعد میں ایک عظیم ترین معبود کے لیے بطور علم کے مخصوص ہو گیا۔شبلی نعمانی قرآن سے استدلال پیش کرتے ہیں۔

۵۔ مکہ معظمہ کے عنوان کے ذیل میں متعصب عیسائی مورخ کی تحریر کے مغالطہ کو دور کرنے کے لیے مارگولیتھ کی تحریر سے اس کا ردّ پیش کرتے ہیں۔جیسا کہ متعصب عیسائی مورخ لکھتے ہیں کہ مکہ شہر کی قدامت کا دعویٰ مسلمانوں کا خاص دعویٰ ہے۔قدیم تاریخوں میں اس کا نشان نہیں ملتا۔علامہ شبلی نے مارگولیتھ کی تحریر کے علاوہ قرآن مجید سے مکہ کا قدیم اور اصلی نام بکہ کا ثابت ہونا اور کتاب مقدس سے زبور کا حوالہ پیش کیا ہے۔

کتاب رحمۃ للعالمین اور کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناہج کے تقابل سے مابہ الاشتراک پہلو

قاضی صاحب عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات میں جو عیسائی رسول اللہ کے حسب ونسب پر کرتے ہیں اس کی تردید کرنے کے بجائے ایسا اسلوب اختیار کرتے ہیں کہ ان کی وضاحت مسلسل بیان کا حصہ بھی بن جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اعتراض کی نفی بھی ہو جاتی ہے۔

قاضی صاحب کے اسلوب بیان کی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی واقعہ لکھتے ہیں تو اس کی تائید کے لیے ویسا ہی حوالہ بائیبل سے ڈھونڈ لاتے ہیں۔ یہ مذکورہ زیر بحث کتابوں کے منہج کا مابہ الاشتراک پہلو ہے۔

علامہ شبلی نعمانی کے اسلوب تحریر میں عیسائی مورخین اور مستشرقین کے ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو وہ اسلام اور بانئ اسلام پر کرتے ہیں۔ یا پیغمبر اسلام کے حسب ونسب پر کرتے ہیں۔ علامہ شبلی اس کے مدلل جوابات کے لیے دو طریقے سے بحث کرتے ہیں۔

پہلا طریقہ:

اصول درایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اصول کا اطلاق علامہ شبلی نے متعدد واقعات کے ضمن میں کیا ہے اور محققانہ اسلوب اور منفرد انداز میں کامیابی سے کیا ہے اور عقلی ثبوت فراہم کیے ہیں۔

دوسرا طریقہ:

علامہ شبلی نے ان واقعات کو جن پر یورپین مصنفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وشخصیت پر کوئی اعتراض وارد کرتے ہوں یا اسلام اور اس کی تعلیمات پر طعنہ کرتے ہوں زیادہ اہم قرار دے کر اس کو زیر بحث لاتے ہیں اور پھر عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ مثلاً۔ بحیرا راہب کا مشہور واقعہ خیبر کے واقعات میں کنانہ بن الربیع کا خزانہ بتانے سے انکار کا واقعہ۔ مستشرق مارگولیتھ کی ہرزہ سرائی جو اس نے کوشش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو نعوذ باللہ متبذل ثابت کیا جائے۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

علامہ شبلی کے منہج اور اسلوب کے منفرد پہلو میں اصول روایت کے پہلو بہ پہلو اصول درایت کا اطلاق، واقعاتی منظر کشی، مغربی مورخین کے ان اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر کرتے تھے اور مستشرقین کے مخالفانہ اور معاندانہ رویہ کا مدلل رد قابل ذکر اور قابل تحسین ہیں۔

کتاب رحمۃ للعالمین اور کتاب سیرۃ النبی ﷺ کی تحریروں کا مابہ الامتیاز پہلو

دونوں زیر بحث کتابوں کی تحریروں کی نمایاں خصوصیت اور واضح مقصدیت یہ بھی ہے کہ مغربی مؤلفین نے یورپین تصنیفات میں اسلام اور رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کو زیر بحث لا کر مدلل اور مبسوط جوابات دینا۔

قاضی محمد سلیمان نے مثبت اور محققانہ اسلوب میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات کتاب مقدس سے اقتباسات لا کر اور قرآن وحدیث سے استشہاد پیش کر کے کیے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی نے خصوصیت کے ساتھ مغربی مؤلفین کی تصنیفات سے ان تحریروں کو تلاش کیا جن میں اسلام اور رسول کریم علیہ السلام کے بارے میں الزامات واتہامات لگائے تھے اور پھر ان کے مدلل جوابات کے لیے تاریخی شواہد پیش کر کے محققانہ اسلوب اور عالمانہ انداز میں جوابات دیئے ہیں اس لحاظ سے کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مابہ الامتیاز پہلو نمایاں اور غالب ہے ۔کتاب سیرۃ النبی ﷺ جلد اوّل اور دوم کے مطالعہ سے جو اہم، نمایاں اور امتیازی خصوصیات ملتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ یورپین تصنیفات کے حوالے سے علامہ شبلی نے ہی لکھا ہے۔

۲۔ اگرچہ علامہ شبلی سے قبل سرسید احمد خان نے بھی ولیم میور مستشرق کے اعترضات کے جوابات میں الخطبات الاحمدیہ لکھی تھی اور مدلل جوابات دیئے تھے جو ولیم میور نے اپنی کتاب میں اسلام اور بانی اسلام پر لگائے تھے۔

۳۔ علامہ شبلی کے معاصرین میں سے بھی یورپین تصنیفات کے حوالے سے اور مغربی مؤرخین کے ان اعتراضات کے جوابات کے حوالے سے جو وہ اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں لکھتے تھے کسی سیرت نگار نے نہیں لکھا۔ بالخصوص اس اسلوب میں جس میں علامہ شبلی نے لکھا

تھا۔

۴۔ علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد اوّل میں ۳۷ یورپین تصنیفات کی فہرست مع مصنفین اور سنین طباعت کے ساتھ بھی فراہم کی تھی۔

۵۔ جس دور میں علامہ شبلی نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی تھی اسی عہد میں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین تصنیف کی تھی۔ دونوں کتابیں سیرت طیبہ پر لکھی گئی تھی۔ یہ ان دونوں کتابوں کا مابہ الاشتراک پہلو ہے۔

۶۔ رحمۃ للعالمین صحیح روایات کے التزام کے ساتھ لکھی گئی۔

۷۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اصول روایت کے پہلو بہ پہلو اصول درا- ت کو بھی ملحوظ رکھا گیا۔

۸۔ کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریروں سے مصنف کے عشق رسول کا واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے مگر ایسا کہیں نہیں ہوا کہ حق وصداقت کو بالائے طاق رکھ محض عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہو۔

۹۔ کتاب رحمۃ للعالمین کے مصنف نے خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ۴۱۹ صفحات پر مبنی مفصل ایک جلد لکھی تھی۔ جس سے حُبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول کریم کی ذات اقدس کے بارے میں ۲۶ خصوصیات قرآن مجید کی آیات سے تلاش کر کے لکھی گئیں ہیں۔

علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس موضوع پر نہیں لکھا اس طرح کتاب رحمۃ للعالمین کا مابہ الامتیاز پہلو واضح ہوتا ہے۔

حوالہ جات، مصادر و مراجع

۱۔ الجوہری، مختار الصحاح ص:۳۳۶۔ ابن منظور، لسان العرب، ص۱۰/۳۶۲

۲۔ ابن منظور، لسان العرب، ص:۱۰/۳۶۲، معین فرہنگ فارسی، ص:۲/ ۲۰۳۹۔ فیروز الدین فیروز اللغات، ص:۲/ ۱۴۷

۳۔ محمد ابراہیم، الاستشراق، ص:۱۴۲

۴۔ محمد ابراہیم، الاستشراق، ص:۱۴۲

۵۔ البلیاوی، مصباح اللغات، ص:۳

۶۔ J.A Simpson and E.S.E Weniner, The Oxford English Dictionary P.10/930

۷۔ تکملہ اردو، دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اوّل ص:۵۶۵۔ دانش گاہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔۲۰۰۲ء

۸۔ اصلاحی شرف الدین، مستشرقین، استشراق اور اسلام، دائرہ معارف، ج:۱۱، دار المصنفین اعظم گڑھ ۱۹۸۶، ص:۱۱/ ۴۸-۵۰

۹۔ محمد ابراہیم، الاستشراق، ص:۱۴۳

۱۰۔ فیروز الدین، فیروز اللغات، ص:۲/ ۱۴۷

۱۱۔ محمد عبداللہ، فرہنگ عامرہ، ص:۵۷۷

۱۲۔ المالوف، المنجد، ص:۶۳۲

۱۳۔ Ashornby< Oxford Advancd, P.818

۱۴۔ Ceorage P. An English Aralie Lexieon, P.700

۱۵۔ Abdul-Haq, The Standard English Urdu dictionary. P.796

۱۶۔ Wehster, Third International Dictionary, P.2/1591, Wehster Biographieal Dictionary, P.1046

۱۷۔ احمد عبدالحمید غراب، رؤیہ اسلامیہ الاستشراق، ص:۷

۱۸۔ احمد عبدالحمید غراب، رؤیہ اسلامیہ الاستشراق، ص:۸

۱۹۔ احمد عبدالحمید غراب، رؤیہ اسلامیہ الاستشراق، ص:۹

۲۰۔ احمد عبدالحمید، رؤیہ اسلامیہ، ص:۹

۲۱۔ جسٹس کرم شاہ، ضیاء النبیؐ، ص:۶/۱۲۲

۲۲۔ جسٹس کرم شاہ، ضیاء النبیؐ، ص:۶/۱۲۳

۲۳۔ محمد احمد دیاب اضواء علی الاستشراق، ص:۱۰

۲۴۔ ندوی ابوالحسن، اسلام اینڈ ویسٹرن اورینٹلسٹ، ص:۳۵۶

۲۵۔ تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ ص:۵۷۱ (آرٹیکل استشراق) معارف اسلامیہ یونیورسٹی لاہور، باراوّل۔ مارچ ۲۰۰۲ء

۲۶۔ تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ ص:۵۷۱ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور، (باراوّل۔ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ/ مارچ ۲۰۰۲ء)۔

۲۷۔ تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ ص:۵۷۳ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور۔

۲۸۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/ ۲۱۔۲۲

۲۹۔ ایضاً، ص:۱/۶۴

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ایضاً، منقول: محمد اینڈ محمد نزم۔ باسورتھ اسمتھ۔ ص:۶۳

۳۳۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۶۹

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۷۰۔ (علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب جرمن زبان میں ہے جرمن نہیں جانتا لیکن اس کے اقوال اکثر اور مصنفین نے نقل کیے ہیں۔ اور ہماری نظر سے گزرے ہیں)

۳۶۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۷۱

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ظفر احمد صدیقی، مولانا شبلی بحیثیت سیرت نگار، ص:۵۷

۳۹۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۱۱۳۔

۴۰۔ ایضاً

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ ظفر احمد صدیقی، ڈاکٹر مولانا شبلی نعمانی، بحیثیت سیرت نگار، ص: ۵۹۔، مطبع، قدوسیہ اسلامک پریس، لاہور ۲۰۰۵ء۔

۴۳۔ ظفر احمد صدیقی، ڈاکٹر مولانا شبلی نعمانی، بحیثیت سیرت نگار، ص:۵۹۔

۴۴۔ شبلی نعمانی ''سیرۃ النبی ﷺ ص:۱/۱۱۳۔

۴۵۔ ایضاً ''سیرۃ النبی ﷺ ص:۱/۱۱۴۔

۴۶۔ ایضا

۴۷۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۱۰۵

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۱۰۵

۵۱۔ الزخرف:۳۱

۵۲۔ ایضاً

۵۳۔ ایضاً

۵۴۔ الحج:۷۸

۵۵۔ البخاری: الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، حدیث نمبر ۳۸۱۷، ج: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷م الطبعۃ الثالثۃ، ص:۴/۱۴۸۶

۵۶۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۸۲، مکتبہ مدینہ، اردو بازار۔ لاہور، ۱۴۰۸ھ

۵۷۔ العنکبوت:۶۱

۵۸۔ العنکبوت:۶۵

۵۹۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۸۳

۶۰۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۸۵

۶۱۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۸۵

۶۲۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۸۶

۶۳۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۹۸

۶۴۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/ ۹۸،

۶۵۔ ال عمران:۹۵

۶۶۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۹۸

۶۷۔ کتاب مقدس زبور:(۸۶۔۶) صفحہ نمبر: ۵۷۷، وی پاکستان بائبل سوسائٹی۔ لاہور، ۱۹۶۷ء(Revised Verson:93)

۶۸۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ'' ص:۱/۹۹

۶۹۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/ ۹۹، مکتبہ مدینہ اردو بازار، لاہور۔ سن طباعت۔ ۱۴۰۸ھ۔

۷۰۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبیؐ''، ص:۱/۱۰۰۔ ایضاً۔

۷۱۔ شبلی نعمانی سیرۃ النبی، ص:۱/ ۶۷۔

۷۲۔ شبلی نعمانی، ''سیرۃ النبی''، ص:۱/۶۹۔

۷۳۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی''، ص:۱/۶۹۔

۷۴۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی''، ص:۱/۲۷۰۔

۷۵۔ ایضاً

۷۶۔ عبدالرؤف، دانا بوری، اصح السیر ۃ، ص:۳۶۔

۷۷۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی''، ص:۱/۲۱۔

۷۸۔ خورشید نعمانی ، ردولوی، دارالمصنفین کی تاریخ اور علمی خدمات، ص:۱۵۴، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، یو۔ پی۔ ہند۔

۷۹۔ صباح الدین عبدالرحمٰن، سید مولانا شبلی پر ایک نظر، شبلی اکادمی، اعظم گڑھ، ص:۱۳۳۔

۸۰۔ ایضاً

۸۱۔ خورشید نعمانی، دارالمصنفین کی تاریخ اور علمی خدمات، حصہ اوّل،ص:۱۵۵۔

۸۲۔ انور محمود خالد ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول،ص:۵۸۵۔

۸۳۔ سید عبد اللہ ڈاکٹر سر سید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی نثر منقول خورشید نعمانی ردولوی، دارالمصنفین کی تاریخ اور علمی خدمات،ص:۱۵۷۔

۸۴۔ سید عبداللہ ڈاکٹر، سرسید احمد خان اوران کے نامور رفقاء کی نثر،ص:۱۷۰،منقول خورشید نعمانی ردولوی دارالمصنفین کی تاریخ اور علمی خدمات،ص:۱۵۷۔